Reg L No 1093

THE ALHAKAM

=Qadian=

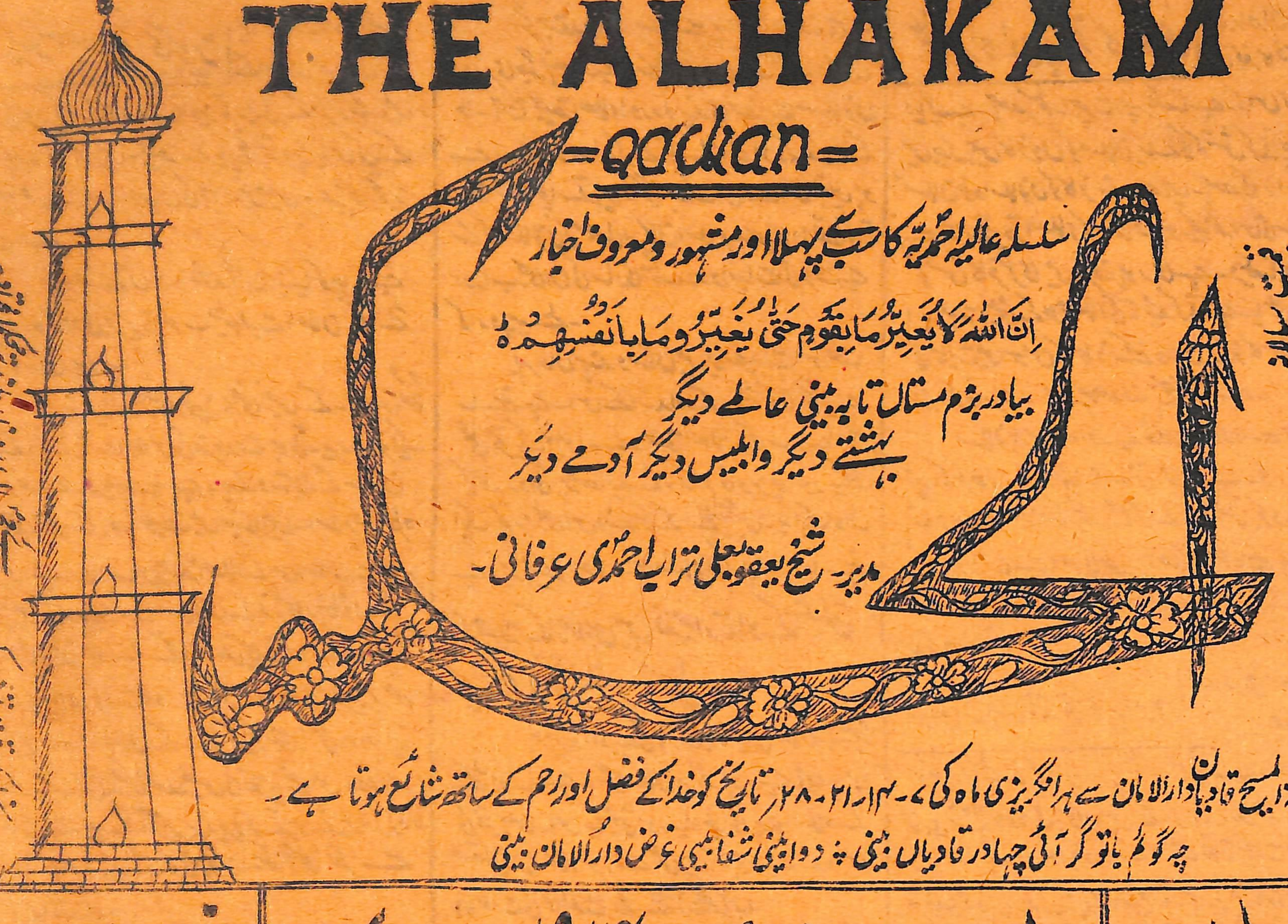

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور ومعروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر وابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی۔

قیمت سالانہ
والیان ریاست وامراء سے ۵۰ر معاونین سے ۱۲ر عوام سے ۶ر

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸ر تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیاں بینی ۔ دوائے شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بخرام کہ وقت تو قریب رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

جلد ۲۶ | ((مورخہ ۲۱ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء)) | نمبر ۳

جمیعتہ علماء ہند کے سالانہ جلسہ پر نظر

(نمبر اوّل)

میں نے اپنے سالانہ جلسہ کے حالات قلمبند کرتے ہوئے ظاہر کیا تھا کہ دوسرے جلسوں کے ضروری کوائف بھی نذر ناظرین کرونگا۔ اس مقصد کے لئے سب سے اوّل میں جمیعتہ العلماء کے جلسہ کو لیتا ہوں۔ جو کانگرس کے ایام میں کوکناڈا میں ہوا۔ میں نے اس مجلس کو سب سے اوّل اس لئے منتخب کیا ہے۔ کہ یہ علماء ہند کی مجلس ہے۔ اور مسلمانوں کی توقعات قدرتی طور پر ان حضرات سے زیادہ وابستہ ہیں۔ جو اپنے آپ کو نائب رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور مقدس ہستیاں کہلانے کے بہت آرزومند رہتے ہیں۔ انکے عملی پروگرام سے معلوم ہوگا۔ کہ وہ اسلام کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

جمیعتہ علماء ہند کی پیدائش الحکم کے بہت سے ناظرین کو شاید معلوم نہ ہو کہ اس مجلس کی پیدائش ہندوستان کی سیاسی جدوجہد کے ایام میں ہوئی۔ جبکہ کانگرس کے بعض اغراض کے لئے مسلمانوں کو متوجہ کرنے کی ضرورت تھی۔ اور مذہبی حیثیت سے ان پر اثر ڈالنا ضروری سمجھا گیا۔ اسلئے جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ جمیعتہ العلماء کا کام آجتک سیاسی اغراض میں فتویٰ نویسی ہے۔ اور اب جبکہ کانگرس نے مسلمانوں پر اپنا پورا اثر ڈال لیا ہے۔ بعض سیاسی لیڈروں نے اپنی تقریروں میں ظاہر کیا ہے۔ کہ

عُلماء کو سیاسی پلیٹ فارم سے الگ کر دیا جائے

یہ مفہوم اور خلاصہ ہے انکی تقریروں۔ اور راؤں کا۔ حقیقت میں اب انہیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یہ سودا شاید سستا نہیں بہرحال کچھ بھی اسباب ہوں وہ وقت قریب ہے کہ حضرات علماء سیاسی مجلس سے بیک بینی و دوگوش نکال دیئے جائینگے

جمیعتہ العلماء کے اجلاس جمیعتہ العلماء کا سالانہ اجلاس اسی مقام پر ہوتا ہے جہاں کانگرس کا اجلاس ہو۔ اس لئے اس مرتبہ کا اجلاس کوکناڈا میں ہوا۔ جس کے لئے تار برقی خبروں کے ذریعہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ آج ناظم صاحب جا رہے ہیں۔ اور کل فلاں بزرگ دفتر لیکر جا رہے ہیں۔ اسی کوکناڈا اجلاس کے متعلق میں اس سلسلہ مضامین میں انشاء اللہ بحث کرونگا۔ تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ حضرات علماء مسلمانوں کی اور انکے مذہب کی کیا خدمت کر رہے ہیں۔

اس مقصد کے لئے میں جمیعتہ العلماء کے صدر کے خطبہ صدارت پر نظر کرونگا۔ اور اس سے معلوم ہو جائیگا کہ صدر جمیعتہ نے مسلمانوں کو کیا تلقین فرمائی اور کہاں تک ان میں عملی مذہبی جرأت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور پھر ان تجاویز کو بھی پیش کرونگا جو جمیعتہ نے پاس کی ہیں۔

ان تجاویز سے معلوم ہوگا۔ کہ جمیعتہ کے پیش نظر کیا ہے؟ اور ان میں مذہب اسلام کی خدمت کا کسقدر جوش اور اخلاص ہے۔ عام مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک وہ علماء اسلام کے کام پر غور نہیں کریں گے۔ وہ سخت تاریکی میں رہیں گے۔ جو چیز ایک مسلمان کے لئے اپنی تمام پیاری چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے۔ وہ اسلام ہے۔ اگر کوئی شخص عملی طور پر اسلام کی خدمت کرتا ہے تو وہی حقیقی طور پر اسکا پیارا اور خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر ایک شخص زبان سے لاف وگزاف تو مارتا ہے۔ مگر عمل کے میدان میں وہ سب سے پیچھے ہے۔ وہ اس قابل نہیں کہ

ہم اپنے ایمان واموال کو اس کے ہاتھ میں دیدیں

وہ بالکل جذبات سے الگ ہو کر ان عُلماء کے کام پر ریویو کریں۔

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروایڈیٹر چھپکر شائع ہوا)

جمعیۃ العلماء کی تجاویز

میں سب سے اول جمعیۃ کے اجلاس میں پاس شدہ تجاویز کو لیتا ہوں۔ یہ تجاویز تاربرقی کے ذریعہ ملک میں پھیلائی گئی ہیں۔ جمعیۃ نے پانچ تجاویز پاس کر کے بغرض اشاعت ارسال کی ہیں۔ جن میں سے پہلی تجویز یہ ہے۔

(۱) مسلمانوں اور باشندگان ایشیا کو چاہیئے۔ کہ وہ آزادی جزیرۃ العرب بشمولیت اعلان کے لئے کوشاں ہوں۔

یہ تجویز کوئی ایسی تجویز نہ تھی جس کے لئے جمعیۃ العلماء کے اتنے بڑے اجلاس کی ضرورت ہوتی۔ یہ رونا تو ایک عرصہ سے رویا جا رہا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان جس مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اسلام جس خطرہ میں ہے اسکا احساس جمعیۃ العلماء کے اس اجلاس سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اور بحیثیت مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں کی داعی انجمن ہونے کے انکا مذہبی فرض تھا کہ وہ اشاعت اسلام کی ضرورت اور حفاظت اسلام کی تجاویز پر غور کرتی۔ اور مسلمانوں کے لئے کوئی دستور العمل اور طریق کار پیش کرتی۔ لیکن صدر مجلس کی تقریر بھی اس سے سراسر خالی ہے۔ جیسا کہ تقریر پر ریویو کرتے ہوئے میں ذکر کرونگا اور تجاویز میں بھی کوئی تجویز اسکے متعلق نظر سے نہیں گذری۔

جزیرۃ العرب کی آزادی کا سوال ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اور میں اس کے کسی پہلو پر اسوقت بحث نہیں کرونگا۔ اور نہ ضرورت سمجھتا ہوں۔ اگر مسلمان مسلمان ہی نہ رہیں تو جزیرۃ العرب کی آزادی کیا چیز اور اس کی کیا وقعت۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی جو حالت ہے میں اس کی المناک تشریح سے قارئین کرام کے دلوں کو مجروح نہیں کرنا چاہتا۔ ابھی مولوی عبدالحی صاحب نائب ناظم انجمن تبلیغ آگرہ نے جو چٹھی ایک علاقہ کے مسلمانوں کی حالت کے متعلق غلطی سے چھپوائی ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

کا مضمون صحیح ہے۔ میں نے خود یو۔ پی کے دورہ میں۔ سی۔ پی کے سفر میں۔ جنوبی ہندوستان اور بمبئی کے علاقہ جات میں پھر کر دیکھا ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنے مذہب سے ناواقف اور سراسر جاہل پایا ہے۔ ان علماء کی طرف سے کوئی کوشش انکو دین سے واقف کرنے کے لئے کبھی نہیں کی گئی۔ میں نے فتنہ ارتداد کے میدان میں بعض لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ یو۔ پی میں علوم عربیہ کے بڑے بڑے مدارس ہیں۔ دیوبند۔ سہارنپور تھانہ بھون مراد آباد بریلی امروہہ وغیرہ۔ مگر جسقدر لوگ اسلام سے یہاں ناواقف ہیں۔ دوسری جگہ نہیں مجھے اسکا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ آج جمعیۃ العلماء اور دیوبندی حضرات مسلمانوں سے روپیہ وصول کرنے کے لئے ارتداد کے انسداد کے لئے شور مچاتے ہیں۔ مگر آج تک ان سے اتنا نہیں ہو سکا کہ مسلمانوں کو معمولی ارکان اسلام سے ہی واقف کرتے اور اب بھی ان کی ساری تگ و دو اسبات کی طرف ہے کہ روپیہ ملے۔

بہر حال ہندوستان میں جو مصیبت اسوقت سامنے ہے۔ اس کے انسداد کے لئے کوئی تجویز اور عملی تحریک نہیں ہے۔ جمعیۃ العلماء کے سارے اجلاس کی کارروائی پڑھ جائیے۔ تمام تجاویز پر غور کیجئے۔ ایک تجویز بھی اس انسداد کے لئے نہیں۔ یہ ایک سوال ہے۔ جو جمعیۃ العلماء سے مسلمانوں کو پوچھنا چاہیئے

کہ جمعیۃ کے اجلاس میں فتنہ ارتداد کے متعلق کیوں کوئی تجویز نہیں ہوئی۔

جزیرۃ العرب کی آزادی کا خیال علماء کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ مگر مسلمان مرتد ہو رہے ہیں۔ اس کی فکر نہیں۔ اس بے چینی اور بے غیرتی پر جو اسلام کے متعلق ان علماء سو سے عمل میں آرہی ہے۔ وہ اس جماعت کی مخالفت کے لئے اُٹھے ہیں۔

جو خدمت اسلام میں اپنی زندگی سمجھتی ہے

اور اس آفت سے بڑھ کر کوئی آفت اور مصیبت اس کے لئے تکلیف دہ نہیں۔ کہ اسلام میں سے ایک فرد بھی مرتد ہو جائے۔ غرض جمعیۃ العلماء کے اس اجلاس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ

فتنہ ارتداد کی مصیبت دیکھتے ہوئے بھی کوئی مداوا نہیں سوچا گیا۔

حالانکہ ہزاروں روپیہ اب تک جمعیۃ العلماء اس نام سے لے چکی ہے۔ کہا جائیگا کہ اسکا الگ نظام پہلے قائم کیا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ جمعیۃ العلماء اس کے متعلق ہی جواب دے تاکہ ثابت ہو جاوے کہ جمعیۃ کے اغراض کیا ہیں؟ آیا یہ علماء دین کی مجلس ہے یا کانگرس کمیٹی اس تجویز کے بعد دوسری تجویز یہ ہے۔

سوراجیہ میثاق ملی اور قومی معاہدہ کو ایک سب کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

اس تجویز کا مذہب اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی مذہبی حالت کی اصلاح سے کسقدر تعلق ہے۔ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

(باقی آئندہ)

علی برادران پر کفر کا فتویٰ

علی برادران پر بمبئی میں کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ ہمعصر مسلم راجپوت اسپر لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ہمیں کافروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مسلمان خود مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں۔ ہمعصر کی رائے ہے شاید جمعیۃ العلماء کو اختلاف ہو کیونکہ اس کی ساری کوشش کافر گری میں صرف ہو رہی ہے۔ دیکھنا چاہیئے اب جمعیۃ بمبئی کے ان علماء کی تائید کرتی ہے۔ یا علی برادران کی حمایت میں مومن کو کافر کہنے والوں پر کفر کا فتوےٰ عاید کرتی ہے۔ ہمعصر موصوف یہ لکھتا ہے۔

مسلمانو! بیہودہ اور بے ٹھکانا باتوں سے اپنے آپ کو کمزور نہ بناؤ۔ تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ اپنے تمام عناصر و اجزاء کو یکجا جمع کرنے کی کوشش کرو۔ تم ایک دوسرے سے اصولی طور پر اختلافات کر سکتے ہو مگر مخالفت اور معاندت کا نتیجہ اسلامی دنیا میں ہونا ایک سخت نقصان دہ شئی ہے۔

سوامی شردھانند جی کا نیا پروگرام

سوامی شردھانند جی نے اچھوت قوموں کو اٹھانے کیلئے نیا پروگرام شائع کیا ہے۔ وہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۴ء کو دہلی بمبئی جائیں گے اور ایک ہفتہ تک بمبئی میں کام کرینگے۔ اور ۸ فروری ۱۹۲۴ء تک علاقہ گجرات میں اور ۲۰ فروری کو وہاں سے روانہ ہو کر ۱۰ مارچ تک سی پی میں کام کرینگے اسکے بعد کا پروگرام پھر شائع ہوگا۔ مسلمان تجویزوں اور تحریروں کے ساتھ اختلاف رائے کے مباحثات میں اپنا وقت کھوتے ہیں۔ اور کام کرنیوالے لوگ تجویزیں نہیں بلکہ عملی کام کر کے دکھاتے ہیں۔

احمدی جماعت تو علماء کے نزدیک کافر اور گردن زدنی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اسلام کی حمایت و حفاظت میں نثار کر دینا اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھتی ہے لیکن کیا حضرات علماء کرام بتائیں گے کہ انہوں نے اس نئے حملہ کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ شردھانند اچھوتوں کے سوال کے بہانہ سے بمبئی گجرات اور سی پی میں ان مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے جا رہا ہے جو اپنی کمزوری کی وجہ سے منتشر حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس حملے کے عملی جواب اور مدافعت کے لئے ایک مشترک اور متحد کوشش ہو۔

مسلمان کن کاموں میں لگے ہوئے ہیں

کسقدر افسوس اور رنج ہوتا ہے جب دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان باوجود مشکلات اور مصائب کے ان بادلوں کے جو ان پر امڈ امڈ کر آتے ہیں۔ ایسے لغویات میں مصروف ہیں جو انکے دین اور دنیا دونوں کو برباد کر رہے ہیں۔ اور حضرات علماء کرام ہیں کہ وہ اپنے کانوں میں روئی اور آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے اپنے حلوے مانڈے سے کام رکھتے ہیں۔ فتح پور سیکری میں مخدوم حضرت تاج الدین علیہ الرحمۃ کے عرس کا اعلان ہوا ہے اور اسکے پروگرام کے رات دیہاتی پہلوانوں کا دنگل اور بزم مشاعرہ ہے۔ اور اس مقصد کے لئے اخبارات میں اشتہار دیکر مسلمانوں کے اموال و اوقات کا خون کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اس قسم کی لغویات کے خلاف ایک زبردست آواز اٹھائی جاوے۔

مکتوبات امام

افسر ڈاک مولانا مولوی رحیم بخش صاحب نے چند لطیف مکتوبات افادہ عام کے لئے الحکم کو بھیجکر ممنون فرمایا ہے۔ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ چاہے بہت بابرکت ہوگا۔ (ایڈیٹر)

(۱)

پٹنہ سے ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا کہ میں نے آپ کی کتابوں کو جلادیا تا کہ ان خیالات سے خالی ہو جاؤں۔ مگر یہ خیال سر سے دور نہیں ہوتا۔ آپ خدا کو حاضر ناظر جانکر کہئے کہ مرزا صاحب کو عالم رویا میں دیکھا تو کیا دیکھا۔ جماعت کی تعداد کیا ہے (مفہوم خط)

حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب آپ کے پرائیویٹ سکرٹری نے حسب ذیل بھیجا۔

مکرمی! اسلام علیکم۔ آپ کا خط مورخہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۳ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پہنچا۔ حضور خدا کو حاضر ناظر جان کر جواب میں فرماتے ہیں کہ جماعت کی تعداد تو اللہ ہی جانتا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہر سال تین چار ہزار آدمی بلکہ بعض دفعہ زیادہ بھی بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کو بارہا رویا میں دیکھا ہے۔ اور علاوہ اس کے رویا میں اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا کہ وہ نبی ہیں۔ بہت دفعہ اسطرح دیکھا ہے کہ مرزا صاحب اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھا۔ اور ایک جگہ آکر دونوں ایک ہو گئے ایک کا جسم دوسرے کے جسم میں داخل ہو گیا۔ والسلام رحیم بخش ۱۴/۱/۲۴

(۲)

ایک غیر احمدی نے میرٹھ سے لکھا کہ مرزا صاحب کا مزار کس مقام پر ہے۔ اور کوئی صاحب ایسے ہیں کہ جو انکے مزار کے مہتمم ہیں۔ کیونکہ سنا ہے۔ اکثر معجزات بھی ہوتے ہیں۔ مجھ کو پورا پورا پتہ صاف اردو میں لکھکر روانہ کیجئے کہ جن کے پاس ہم اپنی مراد کا نذر اور نیاز کے واسطے حسب توفیق رقم بذریعہ منی آرڈر اور روضہ پر چڑھانے کے واسطے جو کچھ بھیجنا ہو بذریعہ پارسل بھیجدیں تاکہ نذر نیاز کے بعد روضہ پر چڑھائی جاویں۔ اور مراد پوری ہو۔

جواب

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا۔ حضور جواب میں فرماتے ہیں۔ مرزا صاحب کے مزار کا تو کوئی مجاور نہیں ہے جس کا پتہ میں آپ کو بھیجوں۔ مرزا صاحب کو تو اللہ تعالےٰ نے اسی غرض کے لئے بھیجا تھا کہ شرک۔ بدعت اور ہر قسم کی خلاف اسلام رسوم کو دور کریں۔ اگر ان کی قبر پر بھی وہی باتیں ہونے لگجائیں جس کے مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انکو بھیجا تھا۔ تو پھر ان کی آمد کا فائدہ ہی کیا رہا۔

میں آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ پر ایسے بدگمان نہ ہوں۔ کہ وہ آپکی حاجات کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی ڈیوڑھیوں پر آپ کو پھرائیگا۔ اور پھر آپ کی حاجات کو پورا کریگا۔ جس خدا نے مرزا صاحب کو پیدا کیا اسی خدا نے آپ کو بھی پیدا کیا ہے۔ اور جس غرض کے لئے مرزا صاحب کو پیدا کیا اسی غرض کے لئے آپ کو بھی پیدا کیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ

مرزا صاحب نے اس غرض کو پورا کردیا

اور آپ اس غرض کے پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر آپ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے لگ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک تعلق پیدا کریں۔ اور اسکے احکام پر عمل کریں۔ اور اسکی نازل کردہ صداقتوں پر ایمان لائیں تو اللہ تعالیٰ بھی آپ کا حافظ و ناصر ہو جائے اور آپکو مزاروں یا مجاوروں کی کوئی ضرورت نہ رہے۔ بلکہ خود آپکے ذریعہ سے دوسروں کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول کرے۔

اللہ تعالیٰ زندوں کے ذریعہ دوسرے انسانوں کے حاجات بھی پوری کر دیتا ہے۔ تاکہ لوگ اس کی ماموریت کو قبول کریں۔ اور ان سے اپنی تربیت کروائیں۔

وفات یافتہ لوگوں کی قبر پر کوئی نیاز چڑھانا یا وہاں کوئی منت ماننا نہ صرف یہ کہ مفید نہیں ہوگا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسند اور مکروہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اسمیں شرک کی بو پائی جاتی ہے جو فوت ہوگیا وہ فوت ہو چکا۔ اب اگر اس کی دعا ہمارے لئے کسی صورت میں کام آسکتی ہے تو محض اس رنگ میں کہ ہم اس کی مشابہت اختیار کریں۔ اور اسکے رستہ پر چلیں یہ ایک ہی محرک ہے۔ جو مردوں کے دلوں میں دعا کی تحریک پیدا کر سکتا ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ جو شخص اپنے ایمان پر پختہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشابہ ارواح کو اطلاع دیتا ہے۔ اور وہ اسکے لئے دعا میں لگ جاتے ہیں۔ جب وہ اور زیادہ ترقی کرتا ہے۔ پھر جو اس کی مشابہ ارواح ہوتی ہیں انکو اللہ تعالیٰ اطلاع دیتا ہے۔ جب تک انسان کسی روح کی مشابہت اختیار نہیں کرتا۔ اسوقت تک اس کی نذر و نیاز اسکو کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ اور جب وہ مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ تو پھر نذر و نیاز کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ اسوقت بغیر اسکے کہنے کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک کی جاتی ہے۔ اور وہ اس کے لئے دعاؤں میں لگ جاتے ہیں۔ آپ جو نذر یا نیاز یہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی مسکین یا غریب کو دیں۔ تاکہ اس کی ضرورت پوری ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑک اٹھے۔ اور وہ اس امر کو دیکھتے ہوئے کہ اسکے بندہ نے جو محدود ذریعہ رکھتا ہے۔ ایک دوسرے محتاج بندے کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ ان دیواروں کو جو آپکے راستہ میں حائل ہیں۔ دور کرے اور اپنے فضل سے آپ کی ضروریات کو پورا کر دے۔

دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ آپ کی جو روک ہے اگر آپ اسکے متعلق مجھے لکھیں اور یاد دلاتے رہیں تو اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو وہ روکیں دور ہو جائیں گی۔

کامل بزرگ کی یہ علامت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنی نیکی کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ بلکہ علامت صحیح یہ ہے۔ کہ اپنے پیچھے ایسے لوگ چھوڑ جاتا ہے۔ جن کے ذریعہ انکے نام کو قائم رکھتا ہے۔ مرزا صاحب اپنی دعا کی قبولیت اپنے ساتھ نہیں لے گئے وہ تو اس لئے آئے تھے کہ ایسے لوگوں کو پیدا کریں جن کی دعاؤں کو خدا سُنے۔ پس آپ اس قبر سے برکت مت ڈھونڈیں جو جسم کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ بلکہ اون ہزاروں لاکھوں جسموں سے برکت ڈھونڈیں جو مرزا صاحب کی روح کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہیں۔ والسلام۔ رحیم بخش ۱۵/۱/۲۴

جاپان میں دوسرا خوفناک زلزلہ

چھ سو مکانات کی تباہی

پچاس آدمی ہلاک ہوگئے

ٹوکیو ۱۵ر جنوری ٹوکیو اور کوب کے درمیان ٹرینوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ زلزلہ کیوجہ سے یاکوہاما میں چھ آدمی ہلاک اور دو سو زخمی ہوئے اور ٹوکیو میں چار آدمی ہلاک اور بیس آدمی زخمی ہوئے۔ یاکوہاما میں ۶ سو مکانات منہدم ہوگئے۔ گرد و نواح میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ایک ٹرین دریائے بنیاگوارہ میں گر گئی۔ اور گوبیٹا اور ٹوکیو کے درمیان چھ ٹرینیں الٹ گئیں۔ بادشاہ۔ ملکہ۔ شہزادہ اور شہزادی ناگاکو صحیح و سلامت ہیں یہ زلزلہ گذشتہ ستمبر کے زلزلہ کی طرح تھا لیکن اسکی سختی آدھی تھی۔ علاوہ ازیں صرف بارہ منٹ تک جاری رہا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ٹوکیو یاکوہاما اور بیرونی اضلاع میں پچاس آدمی ہلاک ہوئے۔ غیر ملک کے باشندوں کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ تمام ذرائع خبر رسانی کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

ٹوکیو ۱۶ر جنوری تمام شہر میں صرف جاپانیوں کو صدمہ پہنچا ہے۔ امپیریل ہوٹل غیر ملک کے مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ مہمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ہزاروں آدمیوں نے ستمبر کے حادثات کے خوف سے سڑکوں میں ناشتہ کھایا اور مکانوں میں داخل ہونیکی جرأت نہ کی۔ ٹوکیو اور کوب کے درمیان ٹرینوں کی آمد و رفت رُک گئی لیکن مقامی سڑک کی ریلوے نے آدھے گھنٹے کے بعد کام شروع کر دیا۔ نومیگنرو سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں بھی نقصان ہوا سب سے زیادہ تباہی گوٹیباگوزوا اور جنوبی حصہ کے درمیان موکون کے متصل واقع ہوئی۔

اوساکا ۱۶ر جنوری۔ ہاکوٹاما میں فراہمی آب کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے لیکن بندرگاہ کے جہاز ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ یاکوہاما میں ٹرینکار کی آمد و رفت بند ہے۔ لوگ سڑکوں پر خیمہ زن ہیں۔ وہاں تین آدمی ہلاک اور ۱۲ زخمی ہوئے۔ سات مکان کلیتاً اور تین جزواً تباہ ہو گئے۔ دو مدرسے دو کارخانہ اور دو ہسپتال منہدم ہو گئے۔ (زمیندار)

علی برادران کی توجہ طلب

ہندو پریس نے علی برادران کی مخالفت کے لئے ایکا کر رکھا ہے۔ اور وہ کوئی موقعہ علی برادران کی مخالفت اور ان کے خلاف نفرت اور بغض پیدا کرنے کا ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ علی برادران کے سیاسی رویہ اور طرز عمل کے ساتھ مجھکو دیانتداری کے ساتھ اختلاف ہے۔ اگرچہ میں ان کو اپنے طرز عمل میں نیک نیت سمجھتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ وہ ملک اور قوم کی محبت میں برادران یوسف کے فریب خوردہ ہیں۔ ان کی نیک نیتی اور اخلاص نے ملک میں ان کی عزت اور وقار کو پیدا کر دیا ہے۔ اور ہندو قوم قطعاً پسند نہیں کرتی کہ ان کا یہ وقار اور اعتماد قائم رہے۔ اس مقصد کے لئے آئے دن ہندو پریس کی طرف سے ان پر حملہ ہوتے رہتے ہیں۔ مسٹر محمد علی کے خطبہ صدارت پر شردھانند نے اخبار تیج میں ایک سلسلہ مضامین کا لکھکر ان کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور پھر پنجاب کے آریہ پریس نے مختلف طریقوں سے اس خطبہ کی مذمت کی۔ لیکن بندے ماترم نے جو لالہ راجپت رائے کی پارٹی کا آرگن ہے۔ ان سب کو پیچھے ڈالدیا۔ وہ مسٹر محمد علی کو مادر ہند کا نمک حرام فرزند کہتا ہے۔ اور لطف یہ کہ یہ خطاب بعض مسلمانوں کی طرف سے منسوب کرتا ہے۔ تاکہ مسٹر محمد علی اپنی قوم کے ہی دشمن بن جائیں۔ وہ کہتا ہے۔

"کانگریس نے مولانا محمد علی کو اپنا صدر بنا کر جو خوفناک غلطی کھائی ہے۔ جسکو ساری عمر جب تک کانگریس نام کی کوئی جماعت ہندوستان میں موجود ہے بھگتنا پڑیگا۔ جن لوگوں نے مولانا محمد علی کے اخبارات ہمدرد و کامریڈ کو دیکھا ہے۔ صرف وہی مولانا صاحب کے دلی جذبات کا حال معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ جان سکتے ہیں کہ چکنی چپڑی باتوں کے بنانے والے مولانا محمد علی کا دل اندر سے کس قدر سیاہ ہے۔ غضب ہے کہ مولانا محمد علی ہندوستان کے ٹکڑوں پر پلتے ہوئے بھی غیر ممالک کا خواب دیکھتے۔ اور ہمیشہ انہیں کی بہتری اور بہبودی میں کوشاں رہتے ہیں۔ ہم نے خود بعض مسلمانوں کو جو ہندوستان کو اپنا وطن کہتے ہیں۔ اس خطبہ کی طرز سے اختلاف ہے۔ اور وہ مولانا کو ہندوستان کا نمک حرام فرزند بتلاتے ہیں"

اس اقتباس سے اس سپرٹ کا صاف اظہار ہوتا ہے جو یہ ہندو مسلم اتحاد کے داعی اور دیوتا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ مسٹر محمد علی صاحب کے طریق عمل سے مجھکو اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کی وجہ سے یہ کوئی مسلمان نہیں برداشت کر سکتا۔ کہ مادر اسلام کے اس فرزند کی اس طرح پر بے عزتی ہو۔ مسٹر محمد علی نے اپنی سادگی سے ہندو قوم کے ہاتھ میں پڑکر اپنی اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوتوں کا خون کر لیا ہے اس نے متحدہ قومیت کی قربانگاہ پر بہت بڑی قربانی کی ہے۔ ورنہ اس کی علمی قابلیت آج کسی صوبہ کی حکومت کے قلمدان وزارت کی مستحق قرار دیتی۔ اور اپنی اس خدمت سے وہ ملک اور قوم کی بہت بڑی خدمت کر سکتے۔ مگر انھوں نے اپنے تمام مفاد کو قربان کر دیا۔ اور اب اس کا بدلہ اور اجر ہندو قوم کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے۔ کہ

اسکو مادر ہند کا نمک حرام فرزند کہا جاتا ہے

اس سے بڑھکر نمک حرامی اور محسن کشی کیا ہوگی۔ میں علی برادران کو توجہ دلانا ابھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ انھوں نے تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ کہ ہندو قوم کسی صورت میں اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہ نہیں۔ اور موقعہ ملنے پر وہ اسلام اور اس قوم کو مٹانے کا تہیہ اور عزم کرتی ہے۔ اور یہ خدا جانتا ہے۔ کہ

کون مٹے گا اور کون زندہ رہیگا

انہوں نے بیان کیا ہے کہ وہ پہلے مسلمان ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے حقوق بھی انہیں عزیز ہیں۔ وہ متحدہ قومیت کو قائم نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ دوسری قوم اسلام کو فنا کرنا چاہتی ہے۔ اس صورت میں ان کا پہلا فرض یہ ہوگا۔ کہ

مسلمانوں کو ان کے گزند سے بچائیں

وہ اپنے طرز عمل پر غور کریں۔ اور خدا کے لئے غور کریں۔ اس میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ وہ خالص مسلمان بن کر صرف اسلام کے خدمت گذار بن جائیں۔ اور برادران یوسف کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالٰے اسلام کا بول بلند کریگا۔ اور ضرور کریگا۔ وہ وقت ہوگا۔ کہ ہم اپنے ان جذبات محبت و اخلاص کا اظہار اپنے ان بھائیوں سے کریں۔ اور اسلام کے اس احسان عظیم کا نمونہ دکھائیں۔ جو اس نے ہمیشہ دوسری قوموں کے ساتھ کیا ہے۔ کیا امید کی جاوے کہ علی برادران اس پر غور کریں گے۔؟

ساندھن کا قلعہ خدا کے فضل سے

احمدی جماعت نے بچالیا

ساندھن کے قلعہ کا ذکر بارہا آریہ اخبارات میں ہوا ہے اور آریوں نے بارہا تسلیم کیا کہ جب تک ساندھن کے لوگ مرتد نہ ہوں گے۔ تب تک ملکانے شدھ نہیں ہو سکتے ساندھن کو فتح کرنے کے لئے آریوں نے کوئی دقیقہ اپنی کوشش کا باقی نہیں رکھا۔ آخر انہوں نے اعلان کیا۔ کہ

ساندھن کا قلعہ بھی ٹوٹ گیا

اس مقصد کے لئے آگرہ سے ایک تار ہندو اخبارات نے نہایت جلی حروف میں شائع کیا۔ کہ مسلمان رئیسوں نے اپنی کوششوں سے اس علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کرادی۔ اور جب ایک دفعہ میعاد ختم ہوئی تو اس میں اضافہ کرا دیا گیا۔ تاکہ ہندو وہاں پر جلسہ نہ کر سکیں۔ لیکن شدھی سبھا کی متواتر کوششیں اور ملکانہ راجپوتوں کی اپنی زبردست خواہشوں سے قریباً سارا علاقہ شدھ ہوگیا۔ وغیرہ۔ اس تار نے کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں کو تشویش میں ڈالا۔ مگر اس خیالی فتح کا رنگ زیادہ دیر تک نہ رہ سکا۔ احمدی جماعت کے مبلغین نے خدا تعالٰے کے فضل و کرم سے آریوں کو اپنی کوششوں میں پورا نامراد ثابت کیا چنانچہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو چوہدری عبداللہ خاں بی۔ اے۔ بی ٹی امیر المجاہدین دار التبلیغ احمدیہ کا حسب ذیل تار وصول ہوا ہے۔

خداوند تعالٰے جل شانہ کے فضل و کرم سے آریہ سماجیوں کی تازہ مغالطہ زا مہم جو ۵ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو قصبہ ساندھن کے خلاف عمل میں لائی گئی تھی۔ نہایت بری طرح ناکام رہی مکمل فتح حاصل کرنے کے لئے آریہ سماجیوں نے مختلف دیہات کے کم از کم مرتدین کو جمع کیا۔ اور انہیں سبز باغ دکھائے۔ اس رسم کو بجالانے کیلئے شدھی کے ۵۰ مبلغین موجود تھے۔ قصبہ کے ساہوکاروں نے اپنے پورے اثر و اقتدار کو استعمال کیا۔ اور ایسے لوگوں کو جو اپنے دین اور مذہب کو فروخت کرنا چاہتے تھے۔ سینکڑوں روپیہ پیش کئے گئے لیکن احمدی مبلغین نے لوگوں کے دلوں میں جو مذہبی جوش اور سرگرمی کی روح پھونک دی تھی۔ اس نے ان لوگوں کو مرتد ہونے سے بچالیا۔ اور خداوند کریم کی عنایت اور مہربانی سے انہوں نے اس ذلت آمیز اور شرمناک تجویز کو قبول کرنے سے علانیہ طور پر انکار کر دیا۔

یہ تار اس کامیابی کا مژدہ لیکر آئی ہے جو احمدی جماعت کو ساندھن کے آرین حملہ میں ہوئی ہے۔ احمدی جماعت اس سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس بخوبی کر سکتی ہے۔ ساندھن پر آریوں کا دانت ہے اور وہ اس ناکامی پر پہلے سے زیادہ جھلا کر حملہ کریں گے۔ آریہ قوم اس قسم کی شکستوں سے شکستہ خاطر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کے ارادوں اور تدبیروں میں کسی قسم کی سستی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے اب ہم کو پہلے سے زیادہ احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ رہنا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا جو عزم ہے وہ بہت بلند ہے۔ جب تک ملکانہ قوم کے مرتدین میں سے ایک بھی شخص مرتد رہیگا تو اس کی واپسی کے لئے بھی ہماری جدوجہد اسی طرح جاری رہیگی۔ اس لئے ہمارا کام نازک اور محنت طلب ہے۔ ایسے لوگوں کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہے۔ جو تین تین ماہ کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کریں۔ اور اس فنڈ کو مضبوط کرنے کے لئے روپیہ کی بھی ضرورت ہے۔ اس طرف اس قوم سے مقابلہ ہے جو لاکھوں روپیہ اپنے قبضہ میں رکھتی ہے۔ اور جس کے سینکڑوں اسی وقت واحد میں ایک جگہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ دوسری طرف ہماری یہ حالت ہے کہ خود گھر میں وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشین

کے واحد اجارہ دار اور مدعی نہیں۔ ہم کو خدمت اسلام سے روکنے کے لئے ہر قسم کے منصوبے اور تجویزوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اس طرح پر دشمن کو مدد دیتے ہیں۔ اور ہم کو دونوں فرقوں سے جدا جدا مقابلہ درپیش ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل پر ہماری نظر ہے۔ اور بھروسہ ہے کہ یہ اس کے دین کا کام ہے اور وہ آپ ہی ملائکہ کے ذریعہ ہماری مدد کریگا۔ لیکن اس نصرت کے حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی تمام کوششوں اور طاقتوں کو متحد کرکے لگا دیں۔ اور پھر خدا کے سپرد کر دیں۔

سابق سلطان ٹرکی انٹرویو

جریدہ "ڈیلی ایکسپریس" کے نمائندہ نے وحیدالدین سابق سلطان ٹرکی سے چند ایک سوالات کئے جو مع جوابات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

سوال۔ کیا خلافت اور سلطنت ایک دوسرے سے الگ کئے جا سکتے ہیں۔

جواب۔ اگر یہ ہر دو منصب ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے۔ تو میں آستانہ کو نہ چھوڑتا۔ اور میں تخت سے اس لئے دست بردار ہوا کہ خلافت اور سلطنت کا ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور میرا اس جگہ موجود ہونا ان ہر دو منصبوں اور عہدوں کے عدم انفصال پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے۔

سوال۔ کیا سلطان اسلامی حقوق کی مدافعت کرتا ہے

جواب۔ انگورہ کے ظالموں نے یہ حقوق سلب کر لئے اور ان کیساتھ میری حالت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی حالت کی مانند ہے۔ جو کہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کیلئے مجبور ہو گئے تھے۔ اور میں نے ہجرت کے معاملہ میں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کیا ہے۔ میں قانون اور شرع کی رو سے خلافت کا جائز حقدار ہوں۔

سوال۔ آغاخاں کی چٹھی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے

جواب۔ اس چٹھی نے مجھ پر بڑا اثر کیا۔ سر آغاخاں اور امیر علی سب سے پہلے ہندوستانی ہیں۔ جنہوں نے خلافت کی مدافعت کیلئے آواز اٹھائی۔ میں ان دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سوال۔ کیا خلیفۃ المسلمین کا یہ حق نہیں ہے کہ کوئی اسلامی فوج اس کی قیادت اور سرداری میں ہو۔

جواب۔ سلطان ہی خلیفہ ہے۔ اور وہی اسلام کا رئیس اعظم ہے اسکا مقام خلافت اغیار و اجانب کی دست برد سے محفوظ ہونا چاہئیے۔ ۳۰ کروڑ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کیلئے فوجی طاقت مہیا کریں۔ اور میں ہی خلیفہ ہوں۔ اور موجودہ نام نہاد خلیفہ جو اس وقت آستانہ میں انگورہ کی نگرانی میں ہے وہ خلیفہ نہیں ہے

سوال۔ جمہوریہ ترکی کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب۔ میرا خیال ہے کہ ترکی میں جمہوریت زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی۔ انگورہ کے نظم و نسق میں مداخلت کرنے کا میرا ارادہ نہیں ہے البتہ اگر قوم اس کام کیلئے مجھ سے درخواست کرے تو اس کیلئے تیار ہوں۔ (المعظم)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ اگرچہ ہفتہ زیر اشاعت میں سردرد کی شکایت ہو گئی تھی۔ مگر اب آپ کی طبیعت اچھی ہے۔ اور سلسلہ کے امور مہمہ کو سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی توجہ جماعت میں اتحاد فی العمل اور استقامت فی العمل کی طرف خصوصیت سے ہو رہی ہے۔ جماعت میں قابل مقرر اور قابل اہل قلم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ تبلیغی ضروریات باحسن وجوہ پوری ہوں۔

۲۔ حضرت ام المومنین ابھی تک مالیر کوٹلہ میں ہیں۔ جلد آنے کی توقع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت وجود کا سایہ عرصہ دراز تک ہمارے سروں پر رکھے۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے قرآن مجید کا درس شروع کر دیا ہے۔

۴۔ صدر انجمن نے پبلک کی ضروریات کا احساس کرکے شفاخانہ نور کھولنا منظور کر لیا ہے۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب حسب معمول اس شفاخانہ کا چارج لینگے۔ اور یکم فروری سنہ ۱۹۲۴ء سے یہ شفاخانہ کھل جائیگا۔

۵۔ موسم میں سردی کا رنگ بوجہ بارش تیزی پر ہے۔

کانگرس کی مالی حالت

اگر روپیہ نہ ملا تو بمشکل ایک سال زندہ رہ سکتی ہے

کانگرس کے جنرل سکرٹریوں نے سال سنہ ۱۹۲۳ء کے متعلق جو رپورٹ شائع کی ہے۔ اس میں کانگرس کی مالی حالت کے متعلق حسب ذیل تشویش انگیز بیان درج ہے۔

"افسوس ہے کہ قریباً ہر ایک پراونشل کانگرس کمیٹی نے ایک یا دوسری وجہ سے اپنے حصہ کا مقررہ روپیہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو ادا نہیں کیا۔ دہلی کانگرس کمیٹی کی استقبالیہ کمیٹی سے ڈیلیگیٹوں کی فیس کا نصف روپیہ بھی جو ہمیں واجب الادا تھا۔ وصول نہیں ہوا۔ اور ناگپور کی استقبالیہ کمیٹی نے بھی سنہ ۱۹۲۰ء سے بقایا واجب الادا روپیہ ادا نہیں کیا۔ بلاشبہ دہلی کی صورت میں ہم خوش قسمت تھے۔ کہ ہم کانگرس کا تمام خرچ اٹھانے کی ضرورت سے بچ گئے تھے۔ جس کے لئے ہم بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کی فیاضی کے مشکور ہیں۔ بخلاف اس کے بعض بلکہ تقریباً تمام پراونشل کانگرس کمیٹیاں ہمیں امداد کے لئے اور بعض صورتوں میں اپنی ہستی تک قائم رکھنے کے لئے بطور امداد روپیہ دیئے جانے کیلئے لکھ رہی ہیں۔ بعض پراونشل مثلاً اجمیر اور سندھ کی کمیٹیاں قطعاً بند ہو جانے کی دھمکیاں دیتی ہیں۔ یہ ایک ایسی صورت معاملات ہے کہ جس کی طرف نئی آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو فوراً توجہ دینی چاہئیے۔ اس وقت کمیٹی کے پاس عام اغراض کے لئے جو روپیہ موجود ہے۔ اس کی کل رقم ۲۵ ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں۔ اور یہ رقم دفتر کو ایک سال تک چلانے کے لئے بھی بمشکل کافی ہوگی۔"

یہ حالت واقعی سخت افسوسناک اور تشویش انگیز ہے اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو سبکدوش طرف متوجہ ہونا چاہئیے۔

(پرتاب)

الحکم کے دوستوں کا ہمت شکن طریقہ

حساب دوستاں در دل تو ہم مدت سے سنتے ہیں
مگر کچھ حد بھی ہے در دل حساب دوستاں کب تک

مجھکو سخت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑا ہے کہ باوجود سال گذشتہ کی متواتر اشاعتوں میں اعلان کئے جانے کے بعد بھی الحکم کے سرپرستوں نے وی۔ پی واپس کرکے ہمکو زیر بار کیا۔ بعض دوستوں نے ایسے برے طریقے اختیار کئے ہیں۔ کہ حساب کا بیباق کرنا ان کے لئے سخت ناگوار ہے۔ اور بعض دوست تو یہ بھی کرتے ہیں۔ کہ عین وی پی کے وقت خریداری سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم رکھنا ہے۔ تو از راہ کرم اخبار کی قیمت پیشگی و بقایا ادا کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ سب خریداران الحکم کو یاد رکھنا چاہئیے۔ الحکم کی توسیع اشاعت ہر احمدی دوست کا فرض ہے۔ سالانہ جلسہ پر آپ لوگوں نے اخباروں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک کو ہر ایک نے سنا ہوگا۔ اسپر عمل کرنا بھی آپ کا فرض ہے۔

خاکسار منیجر اخبار الحکم

عدالت دیوانی باجلاس میاں عبدالمجید خانصاحب

عدالتی بہادر ڈھلواں

ادھو رام۔ روڑا رام پسران تلسی رام کھتری ساکن ڈھلواں۔ مدعیان

بنام

اودھم سنگھ ولد نا معلوم قوم کلال سابق اہلمد حال ملازم سردار ارجن سنگھ صاحب رئیس کپورتھلہ مدعا علیہ

دعوے مبلغ ۵ روپیہ بہی حساب

سمن طلبی مدعا علیہ

چونکہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ حاضری سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ اشتہار ہذا طلبی مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ مقررہ ۱۶ ماگھ سنہ ۱۹۸۰ء پر حاضر ہو کر جوابدہی کرے ورنہ عدم حاضری تعمیل کارروائی ضابطہ کی جاویگی۔ ۲۴/۲ ماہ سنہ ۱۹۸۰ء دستخط عدالت

اِسلامی دنیا

اس عنوان کے نیچے اسلامی دنیا کی عجیب خبروں کا گلدستہ پیش ہوا کریگا۔ انشاءاللہ العزیز (ایڈیٹر)

عازمان ایران پر پابندیاں

طہران ۱۴ جنوری۔ مجلس وزارت نے پروانۂ راہداری کے قواعد و ضوابط حسب ذیل دفعات پاس کی ہیں۔

(۱) جن غیر ملکیوں کے پاس سو تومان سے کم روپیہ ہوگا انکو ایران میں داخل ہونیکی اجازت دیجائیگی۔ (۲) اپنی آمد کے ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر نووارد کو لازم ہوگا۔ کہ وہ اپنا تذکرہ (پروانۂ راہداری) حکام پولیس یا جزائی کو دکھلائے۔ (۳) مالکان ہوٹل و اقامت گاہاں کو لازم ہے کہ وہ ہر نووارد کی اطلاع ۲۴ گھنٹہ کے اندر حکام کو دیں۔ اس حکم کی خلاف ورزی پر ہر شخص ۵۰ تومان جرمانہ کا مستوجب سزا ہوگا۔

(۴) ہر اجنبی کے لئے لازم ہوگا کہ اگر وہ ایران میں ایک مقام پر چھ ماہ سے زائد قیام کرنا چاہے تو اسکو پولس کی اجازت حاصل کرنی چاہیئے۔ ورنہ پہلے موقع پر ۵۰ قران اور دوسرے موقع پر ۱۰۰ قران جرمانہ ہوگا۔ اور تیسرے موقع پر ایران سے نکالدیا جائیگا (۵) پولس کو ہر وقت اختیار ہوگا۔ کہ وہ معائنہ کی اجازت کا مطالبہ کرے (۶) جو اجنبی ایران سے جانا چاہے اسکو اجازت نامہ حاصل کرنا چاہیئے ورنہ اسکو سرحد پر روک لیا جائیگا

ترکی عدالت استقلال

خواجہ ابراہیم آفندی کا مقدمہ

لندن ۸ جنوری (انگلشمین کا خاص تار) انیا مانچسٹر گارڈین رقمطراز ہے کہ اسوقت آستانہ کی عدالت استقلال کی زیر سماعت خواجہ ابراہیم آفندی کا مقدمہ ہے۔ اس نوجوان خواجہ پر یہ الزام عاید ہے کہ وہ مساجد میں تحریک آزادی خواتین کے خلاف تقریریں کرکے عوام کے اندر حکومت کے خلاف جوش پھیلاتا ہے۔ خواجہ ابراہیم آفندی نے عورتوں کیلئے نقاب پہننے اور سرکاری ملازمتوں میں داخل ہونیکے خلاف وعظ کیا تھا۔

وکیل سرکار نے عدالت سے انتہائی اختیارات سے کام لیکر ۲ سال قید کی سفارش کی اور کہا کہ ان تنگدل عمامہ باز خواجاؤں کی قوتوں کو نیست و نابود کیا جائے جو قومی ترقی کی راہ میں کانٹے بو رہے ہیں۔

انگورہ میں یتامی کی محافظت

انگورہ کی وزارت نے یہ قرارداد منظور کی ہے۔ کہ یتیم بچوں کی امداد و اعانت کے لئے ایک خاص بینک قائم کیا جائے۔ اس بنک کا ابتدائی سرمایہ آٹھ پونڈ ہے۔ یہ رقم یتیموں کے نام سے اسوقت جمع ہے۔ اس بنک کی امارت کے لئے ایک غیر ملکی ماہر فن انتخاب کیا جائیگا۔

انگورہ و قسطنطنیہ کے مابین ٹیلیفون

ایک انگریزی کمپنی نے انگورہ گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ انگورہ و قسطنطنیہ کے درمیان ٹیلیفون لگانیکا ٹھیکہ دیاجائے۔

قادر الکلام اور قادر القلم پیدا ہوں

(حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ جمعہ کی رہنمائی میں لکھا گیا)

میں نے ہمیشہ اس ضرورت کا احساس کیا ہے کہ سلسلہ عالیہ کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے قلم اور زبان سے پورا کام لے سکیں۔ مگر ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ ۱۶ جنوری ۱۹۲۴ء کو بعد نماز عصر حسب معمول تشریف فرما تھے تو خاکسار نے اہل قلم بزرگوں کی ضرورت کا اظہار کیا۔ حضرت نے بھی اسکا احساس فرمایا۔ اور یہ احساس ۱۸ جنوری ۱۹۲۴ء کو خطبہ جمعہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جب کہ آپ نے اس موضوع پر ایک موثر و مفصل تحریک فرمائی۔ جو اپنے وقت پر انشاءاللہ چھپ جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سلطان القلم کا خطاب دیا۔ اور حقیقت میں آپ کے قلم میں وہ قوت اور اثر تھا کہ اب تک کسی مخالف کو جرأت نہیں ہوئی کہ اسکے مقابلہ میں قلم اٹھا سکے۔ گالیاں دینا اور بکواس کرنا ایک ایسی ذلیل چیز ہے۔ کہ اسکی طرف ہمکو توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ہمارے پاس حق اور صداقت ہے لیکن اگر ہم اس کے پہنچانے کے اسباب اور ذرائع کو ہاتھ میں نہیں لیتے تو ہم اس صداقت کی نشر و اشاعت میں قاصر رہیں گے۔ اور دوسری طرف جو شخص حق کو پہنچاتا نہیں۔ اور خاموش رہتا ہے۔ وہ گونگا شیطان ہے۔ اسلئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم حق کے پہنچانے میں ان ذرائع سے کام لیں۔ جو اس زمانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے خاص طور پر پیدا کئے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ زمانہ قلم اور پریس کا زمانہ ہے۔ قرآن مجید نے والصحف نشرت فرماکر اس زمانہ مسیح موعودؑ کا ایک نشان بتایا تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے جو سہولتیں اور آسانیاں اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے پیدا کر دی ہیں۔ وہ مزید برآں ہیں۔ مختلف قسم کی مشینوں کا ایجاد ہوا جن کے ذریعہ ایک گھنٹہ میں کئی کئی ہزار پرچے طبع ہو جاتے ہیں۔ ڈاکخانوں کے ذریعہ تمام چھپے ہوئے کاغذات دنیا بھر میں باسانی اشاعت پا جاتے ہیں۔ اور عام طور پر یہ زمانہ تقریر اور تحریر کا زمانہ سمجھا گیا ہے۔ کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اس کے لئے باقاعدہ تقریروں اور تحریروں کا سلسلہ شروع نہ ہو۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ حقہ کو قائم کیا۔ اور جس شخص کو اصلاح امت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس کی کتاب کو فرمایا۔ اور اس سے وعدہ فرمایا کہ تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور پھر خود اس امام نے اپنے طرز عمل سے بتایا کہ آخری وقت تک اسنے قلم کو اپنے ہاتھ سے نہیں رکھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ باوجود ان تمام باتوں کے ہم میں ابھی تک ایسے لوگوں کی کمی ہے۔

جو قادر الکلام اور قادر القلم ہوں

اسلئے ضرورت ہے کہ لوگ اپنے فرض کو سمجھیں اور اس صداقت اور حق کے اعلاء و نشر کے لئے اپنے قلم اور زبان سے کام لیں۔ اسوقت ہمکو ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو موجودہ سیاسیات پر اپنا قلم اٹھا سکیں اور مختلف مذاہب کی تردید اور انکے حملوں کے جواب کے لئے تقریر اور تحریر سے سلسلہ کی خدمت کر سکیں۔ پھر ایسے لوگوں کی ہر زبان میں ضرورت ہے۔ انگریزی میں بے تکلف لکھنے والے ہوں۔ تو عربی اور فارسی میں بھی قلم برداشتہ لکھتے چلے جائیں اور جب انہیں کسی مجلس میں تقریر کرنے کا موقعہ ملے تو کوئی حیرت اور تامل ان کے لئے نہ ہو۔ بلکہ وہ ان صداقتوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انہوں نے پایا۔ دوسروں تک پہنچانے میں دلیر ہوں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس تحریک سے فائدہ اٹھایا جاویگا۔ اور بہت سے اہل قلم اور قابل لیکچرار پیدا ہو جائیں گے۔

اب غفلت اور سہل انگاری کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ کام کرنے کا وقت ہے۔ ہماری ضرورتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ اور کام کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ اور مختلف امور ایسے پیش نظر ہیں جن پر مختلف قسم کے مضامین لکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہی ہتھیار اس حق کو پھیلانے کا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ جو ہم نے قبول کیا ہے۔ تبلیغی سکرٹری صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں مجلس ارشاد کے نمونہ پر مجالس قائم کریں۔ اور جماعت میں تقریر کرنے اور لکھنے کا مذاق پیدا کریں۔ اور جماعت کا تعلیم یافتہ طبقہ جن میں گریجویٹ ہیں وہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں اپنے زور قلم کو دکھائیں۔ اسلام کی بہترین خدمت کا ذریعہ اسوقت **قلم** اور **زبان** ہے پس اٹھو اور اپنی آواز بلند کرو۔ تاکہ حق دنیا میں پھیل جاوے اور خدا تعالیٰ نے جو وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ کہ تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا وہ پورا ہو اور تمہارے ہاتھ سے پورا ہو۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی باتیں تو پوری ہو کر رہینگی۔ دنیا میں حق کے قبول کرنے کے لئے ایک تحریک اندر ہی اندر قلوب میں ہو رہی ہے۔ اور آسمان میں بھی اسکے لئے ایک جوش پایا جاتا ہے۔ پھر آؤ کہ ہمارے ہی ذریعہ یہ کام ہو۔

ذوالفقار علی

مجاہد مصر کا سفرنامہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

جس نے کہا کہ پائے بیف پکائے ہیں۔ میں کہا اچھا لاؤ۔ میں بڑا خوش ہوا کہ چیز اچھی ملی ہے۔ مگر جب وہ سفید چینی کے پیالے میں لایا تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پائے بھی سفید شوربا بھی سفید بغیر مرچ اور نمک کے۔ اور اسپر یہ کمال کہ ایک کچا انڈا اس نے لیکر اسمیں توڑ دیا۔ میری طبیعت اسقدر خراب ہوئی جسکی حد نہیں۔ قریب تھا کہ قے کر دیتا۔ اس سے وہ واپس کر لیا اور بغیر انڈے کے دیا۔ میں نے پھر درویش پر جا کر درویش کر کے روٹی کو بہا کر مولا کا شکر کیا۔ اور گھر کو آ گیا۔ عشا کی نماز پڑھ کر سو رہا۔ سوموار ۱۰ مارچ ۱۹۲۳ء کی صبح کو نہا دھو کر ٹامس کک کے دفتر میں گیا کہ اپنی ڈاک کا پتہ لوں۔ وہاں سے والد صاحب کے دو خط اور الفضل کے دو پرچے ملے۔ پہلا ہی خط کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے دادا صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں چلنے سے پیشتر ایک ماہ قبل حضرت دادا صاحب سے ملاقات کی اور انکی صحت کو بہت عمدہ پایا تھا۔ باوجود کہ انکی عمر ۹۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی لیکن پھر بھی ان کے قویٰ بہت مضبوط تھے۔ آنکھیں انکی بہت عمدہ تھیں۔ پیدل سفر کر لیتے تھے۔ دانت صرف دو گرے تھے۔ بھوک خوب تھی۔ مگر خدا کی قدرت کہ یک بیک انکی وفات کی خبر سنی۔ ایک بزرگ خاندان کی وفات کی خبر ایک ایسی خبر تھی کہ اسکو نہایت دلیر طبیعت والے بھی پڑھ جاتا تھا۔ مجھکو اس خبر سے بہت دکھ ہوا۔ مگر والد صاحب کا خط جو حقیقت عرفان کے جام سے لبریز تھا۔ بہت کچھ صبر اور تسلی کا باعث ہوا۔ میں نے وہ دن خطوط کے لکھنے میں گزارا۔ اور آخر جا کر ڈاکخانہ میں پوسٹ کر آیا۔

مصری لوگ عربی بولتے تھے۔ وہ تو میری سمجھ میں آتی اور نہ میں بول سکتا تھا۔ عوام میری زبان نہ سمجھ سکتے تھے۔ جس سے میری طبیعت بہت گھبرائی۔ میں سخت حیران تھا کہ کھانے کو کچھ میسر نہیں آتا۔ اور لوگ میری زبان نہیں جانتے کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ طبیعت بہت اداس ہو گئی۔ اسی فکر میں گھر سے نکلکر میں محمد علی پاشا کے بت کے نیچے جا بیٹھا وہاں بینچ بچھا ہوا تھا۔ ایک بربری میرے پاس آ کر بیٹھ گیا مجھکو پوچھنے لگا۔ انت ھندی۔ میں نے نعم کہا اسنے میرے ساتھ بات چیت شروع کی۔

یہاں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ قبل اس کے کہ میں مصر کا جغرافیہ مصر کے تاریخی حالات لکھوں یہ مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ پہلے اپنے ضروری اور موٹے حالات لکھدوں۔ تاکہ ایک سلسلہ ختم ہو جائے۔

میں نے اس بربری کو کہا کہ تم میرے ساتھ ادھر چلو۔ میں تمکو کچھ پیسے دونگا۔ بربری میرے ساتھ چل پڑا۔ وہ بھی راستہ نہیں جانتا تھا۔ پوچھتا ہوا میرے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ اوس نے ایک جیب پھٹے ہوئے کوٹ میں ڈالی ہوئی تھی اور بہت شان سے جا رہا تھا۔

ہم بہت چکروں کے بعد ازہر شریف پہنچے۔ جہاں پر فوجی پہرہ لگا ہوا تھا۔ جو کہ بندوق پر سنگین چڑھائے سپاہی کھڑا تھا۔ وہاں سے ہم آگے گزرے یعنی ازہر کا بڑا دروازہ گزر کے اندر گئے۔ دروازہ میں گھسنے کے ساتھ ہی ایک شخص نے میرے ہندوستانی لباس کو دیکھ کر کہا کہ تریدرواق الہنود۔ میں نے نعم کہدیا۔ اس نے کہا اوپر چلے جاؤ۔ غرض ہم رواق الہنود میں پہنچ گئے۔ رواق الہنود میں مجھکو دو صاحب مالدیپ کے ملے۔ دونوں کا نام ابراہیم تھا۔ مگر ایک صاحب ابراہیم دیدی تھے۔ اور دوسرے ابراہیم محمد موسےٰ۔ مجھکو مل کر بہت خوش ہوئے بہت اچھے اخلاق کا اظہار کیا۔ اور زبردستی چاء وغیرہ پلائی۔

باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ یہاں پر ایک صاحب کلکتہ کے ہیں۔ اور ایک صاحب منشی فضل الٰہی صاحب ہیں۔ منشی فضل الٰہی کے نام پر میں حیران سا ہو گیا۔ کیونکہ میری نوٹ بک میں یہ نام درج تھا۔ کیونکہ میں نے ان کی خط و کتابت بہت کچھ قادیان کے دفتر ناظر اعلیٰ میں دیکھی تھی۔ میں نے کرید کرید کر معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ وہی ہیں۔

میں نے ان سے کہا کہ یہ فضل الٰہی صاحب کہاں ہیں۔ دونوں نے کہا کہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور دو تین دن میں آئینگے۔ میں دو تین دفعہ ان کے ملنے کے لئے گیا۔ مگر وہ سفر سے نہ آئے آخر میں نے ایک خط لکھ کر ان کے نام ڈالدیا کہ اگر آپ وہی فضل الٰہی ہیں تو مہربانی کر کے مجھکو امریکانی ہوٹل میں ملیئے۔

مجھ کو باتوں باتوں میں معلوم ہو گیا کہ انہوں نے کسی شخص سے اپنی احمدیت کا ذکر نہیں کیا ہوا۔ اس انتظار میں تین چار دن گزر گئے۔

کانفرنس مذاہب

جیسا کہ پہلے شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ کانفرنس مذاہب حبیبیہ ہائی اسلامیہ کالج لاہور میں مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۷ء بروز اتوار منعقد ہوگی تاکہ پہلے اجلاس کی باقی ماندہ کاروائی کو پورا کیا جاوے۔ اسلئے ان تمام مذہبی سوسائیٹیوں سے درخواست ہے جنکے نمائندے اجلاس کانفرنس منعقدہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء میں مضمون نہ پڑھ سکے۔ کہ وہ براہ مہربانی ۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء تک خاکسار کو اطلاع دیدیں۔ تاکہ اس تاریخ پر پروگرام شایع کیا جا سکے۔ چٹھی میں لیکچرار صاحب کا نام ضرور لکھنا چاہیئے۔ مضمون "مقصد مذہب" ہوگا جسکا ثبوت ہر فرقہ اپنی مقدس کتاب سے دے۔ بغیر اسکے کہ کسی دوسرے مذہب یا مذہبی لیڈر پر حملہ کیا جائے۔

([illegible] سیکرٹری [illegible] جمعیۃ اشاعت اسلام لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اول رض کے خاص مجربات

(۱) حب مسیح۔ عطیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو مقوی معدہ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و قبض و درد مفاصل اور خرابی حیض و امراض اطفال و درد شکم و قبض و بخار و کھانسی اور ڈبہ وغیرہ کیلئے از حد مفید اکسیر ہے۔ قیمت فی سیکڑہ عہ

(۲) کشتہ طلا۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے طیار کیا گیا ہے۔ تقویت اعضاء رئیسہ دل و دماغ جگر معدہ اور باہ کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے نہایت درجہ کا فرحت افزا اور حفظ صحت کے لئے بیش اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی خوراک ۶ر اور فی سینکڑہ خوراک تینتیس روپیہ۔

(۳) حبوب مقوی اعصاب۔ جو نہایت درجہ کی مقوی اعصاب و معدہ و دماغ ہے۔ قیمت فی درجن فی سینکڑہ [illegible]

(۴) معجون شاہی یا اکسیر جریان۔ بعد تجربے کے ہو کر ہماری ۲۰ سالہ کی کامل توجہ اور محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم ہر خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزاء سے مرکب ہے عطا فرمائی۔ جو کہ جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی خارج ہونے اور اس سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کیلئے فی الواقع ایک اکسیر ہے۔ کئی مایوس العلاج مریض جو اپنے تئیں زندہ درگور سمجھے ہوئے تھے اسکے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہو گئے ہیں۔ پھر اسکے استعمال سے بھوک خوب لگتی ہے۔ دودھ اور گھی خوب ہضم ہوتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ باوجود ممسک ہونے کے مقوی باہ بھی ہے۔ جو جوانی کی بد اعتدالیوں اور غلط کاریوں کے خطرناک نتائج کی اصلاح کرتی ہیں اسکو ایک خاص خصوصیت ہے۔ قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ عہ

(۵) روغن اکسیر اعصاب۔ بعض حالتوں میں اس معجون کے استعمال کے ہماری تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی ملا کر نا پڑتا ہے۔ جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی و ضعف اور کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کیلئے بجلی کا کام دیتا ہے میں محض ہمدردی بلا مبالغہ۔ بغیر اشتہاری لفاظی کے ایک تجربہ کار کی حیثیت سے آپکو تلاش اور وقت ضرورت پیشروی ہے۔ اب حسن ظن کر کے فائدہ اٹھانا آپکے اختیار میں ہے۔ قیمت فی شیشی عہ (۶) اکسیر سوزاک۔ جو نئے اور پرانے سوزاک کو صرف ایک ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کر دیتی ہے قیمت ایک ہفتہ کیلئے عہ (۷) اکسیر نسواں۔ یہ بند ایام ماہواری بیقاعدگی اور تکلیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے۔ اس دوائی کے اثر سے مولا کے فضل سے بہت حسرت کدہ گھر آباد ہوئے۔ قیمت ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے عہ

(۸) سرمہ مروارید۔ یہ سرمہ ضعف بصارت کیلئے نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے حتیٰ بعض نے اسکے تھوڑے استعمال سے عینک کو ترک کر دیا۔ ایسا ہی پرانے ککروں کے لئے بھی مفید ہے۔ بلکہ جسم نور ثابت ہوا ہے۔ فی تولہ للعہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں۔ اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رض بھی آپکی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے اخلاص اور محبت سے تیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی۔ محمود

ملنے کا پتہ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

ملک عبید اللہ شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید مرحوم حضرت مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی میری کسی معرفی کے محتاج نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ذات اور ان کی خدمات ایسی ہیں جن کیوجہ سے وہ تمام جماعت میں نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ سلسلہ احمدیہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی زمانہ میں داخل ہوئے۔ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے وہ زبردست وہابی تھے۔ اور ان کے خیالات بہت ہی سخت تھے۔ ابتدائی ایام میں جبکہ مسیح موعودؑ کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ ان دنوں میں کسی مولوی کا اور پھر مولوی بھی وہابی کا احمدیت کیطرف آنا ایک بڑی قربانی تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نہ ڈرتے ہوئے خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ اور اپنی ساری زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر دی اور اسوقت باوجود پیری کے ان کے عزم میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ بلکہ جن ایام میں سلسلہ احمدیہ کے اندرونی فتنے بھڑک رہے تھے۔ ان ایام میں بھی خدا کے فضل سے ان کے پایہ ثبات کو لغزش نہ ہوئی۔ انہوں نے سلسلہ کی اپنی محبت کیوجہ سے پسند کیا کہ ان کا بچہ انکے نقش قدم پر چلے اسلئے انہوں نے بچپن ہی میں شہید مرحوم کو جدا کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں تعلیم کے لئے بھیجدیا۔ اگرچہ بچے کا اپنی آنکھوں سے دور بھیجنا سخت مشکل ہوتا ہے مگر [illegible] صاحب نے محض خدا کی رضا کے لئے نہایت ہی بچپن میں عبید اللہ مرحوم کو جدا کر کے دارالامان بھیجدیا۔

میں مرحوم کا واقف مدرسہ احمدیہ میں ہوا۔ مدرسہ احمدیہ کھلنے کیوقت مرحوم فورتھ مڈل کلاس مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتا تھا اور وہاں سے منتقل ہو کر مدرسہ احمدیہ میں آیا۔

حلیہ مرحوم گورے رنگ کا ہنس مکھ، چمکدار اور ذہین آنکھوں والا تھا۔ قد معمولی میانہ تھا۔ اچھا گٹھا ہوا تھا۔ سر کے بال کسی قدر چمکدار تھے۔ جوان ہو کر ڈاڑھی نکلی تو پہلے دن سے ڈاڑھی رکھا۔ ڈاڑھی خوبصورت ہو رہی تھی۔ دانت بالکل سفید تھے جو ہنسنے کی وجہ سے کھلے رہتے تھے۔ باوجود ہنسنے کے چہرے پر متانت سنجیدگی تھی۔

مرحوم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ ابتدا میں مرحوم متوسط درجہ کا طالب علم تھا۔ مگر بعد میں اس نے بہت اعلیٰ ترقی کی۔ مرحوم نے طالب علمی کا زمانہ نہایت تقویٰ اور طہارت سے گزارا۔ کوئی اسکی زندگی پر کسی قسم کا دھبہ نہیں ہے۔ اسکا چال چلن دوسرے طالب علموں کے لئے ایک نمونہ تھا۔

بچپن سے وہ قرآن کریم سے محبت رکھتا تھا۔ اور بہت عمدہ آواز سے قرآن کریم پڑھا کرتا تھا۔ مدرسہ کے خالی کمروں میں رخصت کیوقت میں نے اسکو قرآن کریم اکثر پڑھتے ہوئے پایا۔ اکثر انبیاء کے واقعات جن آیات میں ہیں انکو پڑھتا۔ کئی دفعہ میں نے یہ آیات سنیں ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشریٰ قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ ۔ سورہ مریم۔ سورہ یوسف وغیرہ سورتیں بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ صفائی سے اسکو خاص محبت تھی۔ کپڑے نہایت صاف پہنا کرتا تھا اور اسکو داغ دھبہ سے محفوظ رکھا کرتا تھا۔ سکول کی زندگی میں اکثر وزیر آبادی نازک جوتی یا سفید کینوس کا بوٹ پہنتا۔ دوسرا بوٹ بھی استعمال کرتا۔ مگر سفید اسکو زیادہ مرغوب تھا۔ کیکر کی مسواک ہمیشہ کیا کرتا۔ ویسے بھی قدرتاً دانت سفید تھے۔ مسواک بہت دیر تک کرتے رہنے کی عادت تھی۔ دوسری قسم کی مسواک بھی استعمال کیا کرتا تھا۔ مرحوم کو بچپن سے لیکچر دینے کی عادت تھی اور وہ سکول و کلاس میں قادر الکلام خطیب تھا۔ ایکدفعہ وہ مدرسہ کی زندگی میں آنحضرتؐ کی زندگی کا دوسرے انبیاء کی زندگی سے مقابلہ کر رہا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ مسیح نے تو ساری زندگی میں ۱۲ حواری پیدا کئے جو کہ صلیب کے واقعہ کیوقت مرتد ہو گئے۔ اور ایک نے مسیح کو بیچ دیا۔ موسیٰ کے ساتھ جو تھے انہوں نے موسیٰ کو کہہ دیا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ لیکن آنحضرتؐ کی قوت قدسی نے جو لوگ پیدا کئے وہ وہ لوگ تھے جنہوں نے کہا کہ ہم آپکے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی آگے بھی اور پیچھے بھی۔ اور کوئی چیز ہمکو آپ سے جدا نہیں کر سکتی۔ اسنے اسلامی تاریخ پر بہت عمدگی سے روشنی ڈالی۔ خطابت میں وہ بچپن سے نہایت صاف بولتا تھا۔ قرآن کریم کی آیات کو آواز سے پڑھتا تھا۔ مخاطبین کی طرف اپنے چہرے کو پھیرتا رہتا تھا۔ جسکو طالب علموں میں سے لیکچر کا خاص مزہ آتا تھا۔ سکول میں اسکی نمایاں پوزیشن تھی۔ طالب علم اسکو نام لیکر نہیں بلاتے تھے۔ بلکہ ادب سے حافظ صاحب کہتے تھے۔ اساتذہ بھی اسکا لحاظ کرتے تھے۔ ایک طالب علم جو کہ ہر وقت طالب علموں میں رہے۔ وہ پھر اپنی پوزیشن کو سنبھال لے۔ یہ ایک بہت ہی غیر معمولی بات تھی۔ اسکی چارپائی بہت صاف رہا کرتی تھی۔ اس نے اپنے کپڑے ٹانگنے کے لئے کھونٹی گاڑ رکھی تھی اسکے نیچے اور اوپر سب کاغذ ہوتے تھے۔ اور کپڑے ٹانگ کر اوپر اسکے پھر کاغذ الٹا دیا جاتا تھا۔ تاکہ چھت سے اگر کوئی مٹی وغیرہ گرے تو کپڑوں پر نہ پڑے۔ بنائین کی جگہ اکثر طالب علمی کے زمانہ میں کھدر کی بازوؤں والی صدری پہنا کرتا تھا۔

میں نے کبھی اسکو کسی لڑکے سے جھگڑتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ کسی لڑکے کو اوئے کہتے ہوئے سنا۔ دعائیں کرنے کی عادت تھی۔ بچپن سے نماز سنوار کر پڑھا کرتا تھا۔ اور طالب علمی میں ہی اسکے نیک ہونے کی وجہ سے مولانا سید سرور شاہ صاحب نے اسکو بڑی مسجد میں لڑکوں کے لئے امام بنا دیا تھا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے مولوی سرور شاہ صاحب آخری ایام اسقدر اس سے محبت کرتے تھے۔ کہ اسکو لیکر اکثر سیر کو جایا کرتے تھے۔ اکثر غض بصر سے بھی کام لیتا تھا۔ اور آنکھیں نصف کھلی اور نصف بند کر لیا کرتا تھا۔ فٹ بال اور ہاکی، کرکٹ کھیلیں کھیلنے کا شائق تھا۔ فٹ بال کا اچھا پلیئر تھا۔ ہاکی میں بھی عمدہ تھا۔ مگر اسکو دونوں کھیلوں میں یہ شوق رہتا کہ وہ گول کر دے۔ اس جوش میں وہ اکثر آف سائڈ ہو جایا کرتا۔ ریفری کے دیکھ لینے پر نہایت ندامت سے ہنستے ہوئے پیچھے کو دوڑنے لگ جاتا۔ کسی لڑکے کی نسبت اسکو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی طبیعت میں آوارگی کا مادہ ہے تو اسکی اصلاح کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا تھا۔ اپنے والد صاحب کا ذکر بڑی محبت سے کرتا تھا اور ساڈے حافظ صاحب کے لفظ سے یاد کرتا تھا۔ مسیح موعودؑ اور آپ کے خاندان سے بڑی محبت تھی۔ اور بچپن ہی سے خواجہ شاہی فتنہ کو نفرت سے دیکھتا تھا۔ سالانہ جلسہ پر قادیان کے ایام میں پرچی خوراک کا کام کرتا تھا۔ اسکی نظیر کم ملے گی۔

مدرسہ احمدیہ پاس کرنے کے ساتھ ہی اسکو ماریشس کا حکم مل گیا۔ اس وقت سے اسنے اپنی طبیعت کو بدل دیا۔ خاموشی سنجیدگی اور متانت کو اور بھی زیادہ کر لیا۔ تاہم مجھکو جب کبھی ملتا تھا فوراً ہنس پڑتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب جب ایک مہم پر روانہ ہوئے تو بعد میں یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎

سن اے موج ہوا ہم نکالیں گے بل تیرا
میرے محبوب کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہونگے

ایکدفعہ وزیر آباد سے واپسی پر لاہور اترا اور شاہدرہ میں نورجہاں کی قبر دیکھی جس پر یہ لکھا ہوا تھا ؎

بر مزار ما غریباں نے چراغ نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

اسکو ایک زمانہ تک پڑھتا رہا اور اس عبرت انگیز قبر کا ذکر کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ رخصتوں پر اپنے گھر جانے لگا۔ تو اپنے کاغذ پر جو کپڑوں کے لئے لگایا ہوا تھا۔ لکھ دیا ؎

پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر
جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر

ایک شخص کی اصلاح کی وہ کوشش کرتا تھا مگر اسمیں کامیابی نہ ہوئی اسنے بھی اسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس امر کا تذکرہ ایک اور شخص نے کیا جو موجود تھا میرے سامنے اسوقت فوراً کسی کا یہ شعر پڑھ دیا ؎

وہ دن گئے جبکہ پسینہ گلاب تھا
اب عطر بھی ملو تو محبت کی بو نہیں

یہ واقعات ہیں انکا انکار نہیں ہو سکتا۔ ان اشعار سے اس کی طبیعت اور عادت کا پتہ چلتا ہے۔

آج بر مزار ما غریباں نے چراغ نے گلے۔ کی حقیقت آکر کھلتی رہی ہے

الغرض زمانہ طالب علمی میں اسکے حالات ایسے پاکیزہ تھے تعلیم کے بعد جلد ہی ماریشس روانہ ہوا۔ وہاں سے مجھکو ایک خط لکھ کر تجدید محبت کی اسمیں بعض دوستوں کی شکایت کی کہ انہوں نے میرے خطوں کا جواب نہیں دیا۔ میرے مصر آنے پر نہایت خوشی منائی اور مجھ کو ایک لمبا چوڑا خط لکھا۔ پھر دوسرا اور پھر تیسرا خط لکھا۔ اپنی تصویر مجھ کو روانہ کی۔ اور مجھکو تبلیغ کیلئے بہت سی باتیں لکھیں۔ ہزار کا ٹریکٹ فرنچ زبان میں بھیجا۔ کہا کہ اس کو چھاپ کر شائع کرو۔ پھر خط لکھنے کا وعدہ کیا۔ کہ اسکا وقت مقرر آگیا۔ اور وہ نہایت کامیابی کی زندگی گزار کر اپنے مولا سے جا ملا۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر بے شمار برکتیں اور رحمتیں ہوں۔ آمین۔

(محمود احمد از مصر)